پس منظر

ایسا کیوں ہوا

کیمونسٹ سرزمین عراق میں

ایک سال قبل ۹ اپریل ۱۹۸۰ء کو عراق کی بے دین حکومت نے انتہائی بے دردی اور ظلم کے ساتھ دین اسلام کے فرزند آیت اللہ العظمیٰ السید باقر الصدر اور اُن کی عالمہ فاضلہ بہن سیدہ بنت الہدیٰ کو شہید کر دیا اُن کے لاشے جب اُن کے ورثاء کے حوالے کیے گئے تو لوگوں نے ایک دردناک منظر دیکھا کہ آیت اللہ کی ریش مبارک کے بال اور اُن کی شہید بہن کے سر کے بال جلے ہوئے تھے اِن دونوں بہن بھائیوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی سنت ادا کی اور تحفظ اسلام کی خاطر اپنی زندگیاں قربان کر دیں۔ مگر یزیدِ وقت کی قطعاً حمایت نہ کی۔ طویل نظر بندی کے بعد جس دن اِن بہن بھائیوں کو شہید کیا گیا۔ نجف اشرف عراق میں کرفیو لگا ہوا تھا جو مزید کئی ہفتے برقرار رہا۔ جس کسی نے ذرا بھی احتجاج کی کوشش کی اُسے ظلم کا نشانہ بننا پڑا۔ ایسا کیوں ہوا؟ جواب واضح ہے کہ مملکت عراق سے اسلام کی بیخ کنی کرنے والی حکومت سمجھتی تھی کہ یہ شخصیتیں اسلام کی فعال اور حقیقی پاسدار ہیں۔ مگر اصل سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک پوری حکومت ملک کے تمام تر وسائل پر قدرت رکھنے کے باوجود اُن سے کیوں خوفزدہ تھی۔ اگر مذکورہ بالا سطور کو غور سے ملاحظہ کیا جائے تو اس سوال کا جواب اخذ کیا جا سکتا ہے۔ تاہم دلائل کے طور پر فریقین یعنی بعثی حکومت اور علمائے اسلام کے کارناموں کا تذکرہ ضروری ہے۔ تاکہ فریقین کے ٹکراؤ کے اسباب واضح ہو سکیں۔

عراق ایک عرصہ تک برطانوی استعمار کے پنجہ تلے دبا رہا۔ اس وقت کے قائد آیت اللہ محمد تقی شیرازی نے عراق کو اس سے نجات دلائی۔ مگر انہیں شہید کر دیا گیا اور برطانیہ نے پھر سے اپنا تسلط جمانے کی کوشش کی لیکن عراق کے عوام اب اُسے کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ برطانوی انداز حکومت کے تحت عراق سے ہی حکمران آگے لائے گئے یہ حکومت نسبتاً کمزور تھی۔ اِن حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک میں کیمونسٹ گھس آئے انہوں نے بڑی تیزی سے کام کیا اور بظاہر حکومت کی معاونت کی حکومت نے بھی ان کا سہارا لیا۔ کیمونسٹوں نے مذہب کی بیخ کنی کے لئے تخریبی کارروائیوں کا ایک وسیع پروگرام مرتب کیا۔ حکومت اور کیمونسٹوں کی ان سامراجی سازشوں کا

کمیونسٹوں کا ایک نیا انداز

علمائے اعلام نے سختی سے نوٹس لیا۔ عوام اور حکومت کے نام فتاویٰ جاری کئے کہ کمیونزم مارکسزم اور سوشلزم کفر والحاد ہے۔ آیت اللہ حکیم نے یہ اعلان جاری کیا۔

"کمیونسٹ پارٹی سے تعلق جائز نہیں یہ تعلق
کفر والحاد ہے یا کفر والحاد کی اشاعت ہے"

عوام نے اس کی زبردست تائید کی۔ تو حکومت نے عوام اور علمائے کرام دونوں کو قریب کرنے کے لئے کمیونسٹوں کو تہہ تیغ کر دیا۔ اس عمل نے کمیونسٹ تحریک کو کچل کے رکھ دیا چنانچہ کمیونسٹوں نے اپنے راہنما کامریڈ لینن کے اس اصول پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا۔

"نفس مذہب کے خلاف جنگ کرنا ہر اشتراکی
کے لئے ضروری ہے تاکہ مذہب کا وجود
مٹ جائے۔"

اور اس کے لئے شرط یہ ہے کہ

"ہمیں اپنی تحریک چلانے کے لئے مشرق
میں مذہب کے دروازے سے داخل ہونا
چاہیئے۔"

بعث پارٹی کا نظریہ

چنانچہ اس اصول کے پیش نظر تشکیل شدہ "حزب البعث الاشتراکی" کے خوشنما منشور کی آڑ میں اس کام کو آگے بڑھایا گیا۔ اس پارٹی کا کام عوام کو عرب نیشنلزم کا سبز باغ دکھا کر اپنے قریب تر کرنا اور حکومت حاصل کرنا تھا اس پارٹی کے بانی میشل عفلق کا نظریہ یہ ہے

"محمدؐ عام انسانوں کی طرح ایک انسان تھے انہوں
نے اصلاح معاشرہ کیلئے برسوں پہلے ایک فکر
پیش کی تھی۔ اب اس کا دور ختم ہو چکا ہے اب
ضرورت ہے کہ موجودہ ایٹمی دور میں ایک نئی فکر
پیش کی جائے جس کی اتباع کر کے انسان اپنی
گمشدہ مراد پالے یہ نئی فکر ہی ہماری بعث پارٹی
کا منشور ہے۔"

اس نظریہ کو اپناتے ہوئے کام شروع کر دیا گیا۔ جوڑ توڑ اور سازشوں کا وسیع جال پھیلا دیا

علمائے اسلام کی کوشش

گیا۔ استعمار استعمار کے مقابل تھا ہر نیا حربہ آزمایا گیا۔ برطانوی استعمار کا زوال شروع ہو گیا یکے بعد دیگرے حکومتیں بدلتی گئیں۔ شہزادہ فیصل کو عبدالکریم قاسم نے فوجی انقلاب کے ذریعے ختم کیا پھر عبدالسلام کی حکومت آئی اور پھر عبدالرحمٰن عارف کی۔ اس سارے عمل کے دوران میں علمائے کرام اور دیگر سچے مسلمان بھی اسلام کو سربلند رکھنے کے لئے تیزی سے مصروف کار رہے۔ یہ ایک تیسرا گروہ تھا۔ تینوں گروہوں میں سے ہر ایک باقی دو کا مخالف تھا۔ علمائے اعلام شروع ہی سے حکومتی تغیر و تبدل پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ ۱۹۱۴ء میں تو انہوں نے برطانیہ کے خلاف باقاعدہ عسکری جہاد بھی کیا تھا اس جہاد میں العلامۃ المجاہد السید محمود حبوبی شہید ہوئے ان کے بعد علماء اور طلاب دین نے آقائے سید محسن الحکیم کی قیادت میں جدوجہد جاری رکھی۔ اس جنگ کے بعد سے آیت اللہ العظمٰی آقائے سید محسن الحکیم نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر رابطہ کو وسیع تر کیا۔ آیت اللہ سید مہدی شیرازی کے ساتھ مل کر انہوں نے ملک میں اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے نہایت عمدہ اور وسیع پیمانے پر ٹھوس اقدامات کئے تھے اسلامی یونیورسٹی کی تاسیس کے علاوہ ہزاروں لائبریریاں، فلاحی مراکز، ادارہ ہائے تحقیق اور مساجد تعمیر کروائی تھیں۔ ان رہنمایان اسلام کی محنت کا ثمر تھا کہ نجف و کربلا و کاظمین سے پچاس کے لگ بھگ رسائل و جرائد نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ مرجع اکبر آیت اللہ العظمٰی سید محسن الحکیم کی قیادت میں وہ وقت قریب تر تھا کہ عراق دنیائے اسلام کا مرکز بن جاتا اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے تجربہ گاہ ثابت ہوتا۔ یہ زمانہ عبدالسلام اور عبدالرحمٰن عارف کا تھا۔ علمائے کرام دنیائے اسلام کو بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے منظم پروگرام پر عمل پیرا تھے۔ تاکہ دنیائے اسلام کے دیگر ممالک میں بھی اسلامی حکومتوں کا قیام عمل میں آئے اور کفر کے مقابلے میں وہ ایک طاقت بن کر ابھریں۔ اس کے لئے فکری اور نظریاتی کام بھی جاری تھا۔ آج بھی اکثر مسلمان سمجھتے اور کہتے ہیں کہ اسلام عبادات اور اخلاقیات کے سلسلہ میں تو برابر رہنمائی کرتا ہے۔ لیکن حکومت و معاشیات کے معاملے میں اس کی کوئی واضح تعلیمات نہیں ہیں۔ یہ فکر سامراج کے مکروہ پراپیگنڈہ کا نتیجہ ہے، جب کہ عبدالرحمٰن عارف کے زمانہ ہی میں عظیم فلسفیٔ اسلام السید محمد باقر الصدر شہید کی جامع اور

ضخیم کتب ہماری اقتصادیات، ہمارا فلسفہ اور بلا سود اسلامی بنک مکمل تفصیلات اور واضح نقطہ نظر کے ساتھ منظر عام پر آچکی تھیں۔ جو بعثی اور الحادی افکار کا مسکت جواب تھیں۔ استعمار کی شکست کے آثار ظاہر ہو چکے تھے۔ چنانچہ استعماری قوتوں نے ۱۹۶۸ء میں اشتراکی بعث پارٹی کے رکن رکین حسن البکر کی مدد سے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ بعث حکومت شروع میں مذہب کے نام پر خوب آزادی دے کر عوام کو یہ باور کرانے میں کامیاب رہی کہ وہ دیندار ہے اور امت کی خیر خواہ مگر اس نے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے عزائم کو عملی شکل دینا شروع کر دی۔ قبائل کے سرداروں سے دولت اور زمینیں چھین لیں اور عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان دینے کا وعدہ دے کر خوش کر دیا۔ جب عوام فریب کھا چکے، وسائل ان کے ہاتھ میں نہ رہے اور حکومت کے محتاج ہو گئے تو بعث پارٹی نے ظلم کا بازار گرم کر دیا۔ مذہب سے لگاؤ رکھنے والے تمام افراد کو خواہ وہ ڈاکٹر تھے، انجینئر تھے، پروفیسر تھے یا فوجی آفیسران کو چن چن کر غائب کر دیا جاتا اور پھر وہ کبھی نظر نہ آتے۔ اس کے بعد ظلم کا نشانہ خالص دینی حلقے بننے لگے۔ علماء و طلباء کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جانے لگا۔ ایرانی طالب دین، علمائے دین اور دیندار تاجروں کی جلاوطنی کا حکم سنا دیا گیا اس کا مقصد حوزہ علمیہ نجف اشرف کو ویران کرنا تھا۔ ہر طرف سراسیمگی پھیل گئی ایسے میں مرجع اعظم آیت اللہ سید محسن الحکیم نے بڑی قوت کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کی جس نے حکومت کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیا اور ساتھ ہی یہ اعلان فرمایا۔

"بعث پارٹی کی اسلام دشمن پالیسی اور حکومت کی انسان کش
رفتار کے مطابق سوشلزم خلافِ دین قرار دیا جاتا ہے۔"

علمائے بغداد و نجف اور حجۃ الاسلام آقائی سید محمد مہدی الحکیم نے فاسق و فاجر حکمران کے نام ایک مشترکہ خط تحریر کیا۔ جس میں انہیں راہ راست پر آنے کی ہدایت کی۔ نتیجۃً انہیں گرفتار کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ علمائے بغداد میں سے اہل سنت کے ایک بڑے عالم علامہ عبدالعزیز البدری حنفی کو انتہائی دردناک طریقہ سے قتل کر دیا گیا اور باقی علمائے بغداد کو گرفتار کر لیا گیا۔

نجف و بغداد میں علمائے کرام اور طلباء پر پابندیاں سخت کر دی گئیں۔ مذہبی کتابوں کی اشاعت اور اظہار عقیدہ ممنوع قرار دے دیا گیا۔ مشاہد مقدسہ کی بے حرمتی اور دینی شعائر کی توہین شروع کر دی گئی۔ افسوس آیت اللہ العظمیٰ سید محسن الحکیم موجود نہ رہے ان کی شہادت کے بعد جامعہ نجف اشرف کے لئے جمع شدہ لاکھوں روپیہ ضبط کر لیا گیا۔ اخبارات پر سنسر شپ سخت کر دی گئی۔ اسلام کے خلاف لٹریچر عام کر دیا اور نوجوانوں کو فحاشی کی راہ پہ لگا دیا گیا۔ علماء اور امت کے درمیان رابطہ ہر طرح سے ختم کر دیا گیا۔ بلکہ اکثر علماء کو اذیت ناک قید میں رکھا گیا اور بعض کو جلاوطن کر دیا گیا۔ ایسے میں قریب تھا کہ عراق کو علمائے دین سے یکسر خالی کر دیا جاتا تاکہ دنیائے اسلام کی

ظلم کی داستان

دیگر ملکوں سے شدید احتجاج ہوا. لہٰذا حکومتِ عراق نے اس پروگرام کو کچھ دیر کے لئے ملتوی کر دیا۔ تاہم حوزہ علمیہ کو اجاڑنے، اسلام کی بیخ کنی کرنے اور عراق میں یہودیت کا بیج بونے کی کوششیں جاری رکھیں. ۱۹۷۰ء میں ۸۰ ہزار ایرانی ملک سے نکال دیئے گئے عوام اور دکانداروں میں ہر چیز کی راشننگ کر دی گئی۔ ان حالات میں حرفِ شکایت زبان پر لانے کی جرأت کون کرتا. عوام مکمل طور پر بے بس ہو گئے تھے۔ دوسری طرف علمائے کرام بھی بہت کمزور ہو چکے تھے۔ سید حکیم کی وفات کے بعد حوزہ علمیہ کی سربراہی آیت اللہ العظمیٰ السید ابوالقاسم الخوئی کے ہاتھ آگئی تھی۔ آپ سیاسی معاملات میں عدم مداخلت کی پالیسی پر گامزن رہے۔ دوسرے آپ کا تعلق عراق سے نہ تھا. ورنہ حکومت کی مخالفت کرنے پر آپکو بھی ویسی نکال جاتا۔ چنانچہ بعث حکومت اپنے پروگراموں کو بتدریج عملی جامہ پہنائی گئی

آیت اللہ سید عزالدین قبنچی، آیت اللہ تبریزی، حجۃ الاسلام عارف بصری، ان کو ۱۹۷۶ء میں شہید کیا گیا۔

۱۹۷۷ء کے آغاز میں حکومت نے کربلا و نجف میں زیارات پر پابندی عائد کر دی اس پر عوام اٹھ کھڑے ہوئے۔ ۵۰ ہزار نوجوانوں کے ایک عظیم جلوس نے نجف سے کربلا تک کا سفر پیدل (۸۰ کلومیٹر) طے کیا. مگر کربلا کے نزدیک شرکائے جلوس کو بھاری ٹینکوں اور ہیلی کاپٹروں سے حملہ کر کے شہید کر دیا گیا اس ظلم پر ہونے والے احتجاج کو روکنے کے لئے فوری طور پر سکولوں اور کالجوں میں حاضری لازمی قرار دے دی گئی۔ اور مجالس میں شرکت ممنوع جو اس قانون کی خلاف ورزی کرتا اسے قتل کر دیا جاتا۔

انقلاب اسلامی ایران کی حمایت

عراق کے بے بس اور مظلوم عوام کو ظلم کی اس چکی میں پستے ہوئے مسلسل "گیارہ سال" گزر گئے۔ ایران میں علمائے حق نے مجاہد اکبر آیت اللہ العظمیٰ آقائی خمینی کی قیادت میں جب خائن شاہ کا تختہ الٹ کر اسلامی حکومت قائم کی تو عراق کے عوام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی

انقلاب اسلامی ایران کی حمایت میں ملک کے طول و عرض میں جلوس نکالے گئے۔ رہبر انقلاب آیت اللہ العظمیٰ سید روح اللہ الموسوی الخمینی کی سلامتی کی دعائیں کی گئیں. عراق کے عوام خصوصاً نوجوان بعث حکومت سے نجات پانے کے لئے اپنے دلوں میں ایک انقلابی ولولہ محسوس کرنے لگے۔ چنانچہ ان جلوسوں میں بعث حکومت پر سخت نفرین کی گئی۔ حکومت کو ایسی توقع ہرگز نہ تھی وہ تو سمجھے بیٹھی تھی کہ نفسِ مذہب کو کچلنے میں وہ کامیاب رہی ہے

لیکن ان واقعات نے اُسے بوکھلا کر رکھ دیا۔ نوجوانوں نے عراق میں انقلابی راہنما، مفکرِ اسلام فیلسوف الشرق حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید محمد باقر الصدر کی طرف رجوع کیا۔ قوم کے دیگر افراد بھی ملک کے گوشہ گوشہ سے نجف اشرف آنا شروع ہو گئے۔ وفود کی کثرت سے حکومت پر بوکھلاہٹ طاری ہو گئی، حکومت نے جبر و تشدد کا ایک دور شروع کر دیا۔ مذہبی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ مئی ۱۹۷۹ء میں آقائے باقر الصدر کو گرفتار کر کے نامعلوم مقام پر پہنچا دیا گیا۔ اس گرفتاری کی خبر جب ریڈیو ایران سے نشر ہوئی تو پورا عراق مظاہروں کی لپیٹ میں آ گیا۔ یہاں تک کہ یونیورسٹیوں کے طلبہ و طالبات نے بھی ان مظاہروں میں حصہ لیا۔ اور حکومت کے خلاف نعرے لگائے۔ حکومت نے چھ سال تک پردہ ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر ان مظاہروں میں ہزاروں پردہ پوش خواتین نے شرکت کر کے حکومت کے منہ پر ایک سخت طمانچہ رسید کیا۔ انٹیلی جنس ان منظم مظاہروں سے ششدر رہ گئی۔ ان مظاہروں اور دنیائے اسلام سے احتجاجی پیغامات کی وجہ سے حکومت آقائے باقر الصدر کو دوسرے روز واپس نجف میں لے آئی۔ آپ کو گھر میں نظر بند کر دیا گیا گردا گرد کے تمام مکانات خالی کرا لئے گئے اور کوئی آدمی بھی ان کی گلی سے گزر نہیں سکتا تھا۔ حتیٰ کہ ان کی بیٹی کو بھی گھر کے اندر جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس کے بعد وسیع پیمانے پر گرفتاریاں کی گئیں۔ ستر ہزار مومنین کو پس زندان بھیج دیا گیا۔ حرمین شریف میں فوجی پہرہ بٹھا کر اُس کے تقدس کو تباہ کر دیا گیا۔ تلاوتِ قرآن ممنوع قرار دے دی گئی۔ نماز باجماعت محدود کر دی گئی۔ اور اُس میں بھی اسلام کی سربلندی کی دعاؤں پر پابندی لگا دی گئی۔ مذہبی آزادی سلب کر لی گئی اور عوام پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا اور ایک روز عراق کے عوام نے یہ سنا کہ نجف اشرف میں کرفیو لگا دیا گیا۔ جلد ہی اس کرفیو کا مقصد واضح ہو گیا۔ ۵ اپریل ۱۹۸۰ء کو آیت اللہ العظمیٰ السید باقر الصدر اور اُن کی ہمشیرہ اور دیگر دو افرادِ خانہ کو گرفتار کر لیا گیا اور انتہائی مظالم ڈھانے کے بعد انہیں ۹۔ اپریل ۱۹۸۰ء کو صبح ۱۰ بجے شہید کر دیا گیا۔

آیت اللہ العظمےٰ آقائے باقر الصدر شہید

ولادت :- ۵ ، ذیقعد ۱۳۵۲ ہجری

آیت اللہ باقر الصدر کی خدمات

مقام ولادت :- کاظمین شریف

آقائے باقر الصدر کا تعلق ایک ایسے علمی خاندان سے ہے جس نے علماء و مفکرین پیدا کئے۔ جنہوں نے عراق، ایران اور لبنان میں اپنے علم اور قائدانہ صلاحیتوں سے اسلام کی گراں قدر خدمت کی۔ السید صدرالدین صدر قم، سید محمد الصدر عراق، امام موسیٰ صدر لبنان اور جناب شرف الدین صدر لبنان سے مسلم قائدین کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ آپکے والد گرامی جناب آقائے حیدر الصدر فقہ و اصول کے چوٹی کے علماء میں گنے جاتے تھے۔ آپکے جدِ اعلیٰ السید اسماعیل الصدر (صدر اوّل) آیت اللہ محمد تقی شیرازی کے بعد مسندِ مرجعیت پر جلوہ افروز ہوئے اور عوام کی قیادت کی آپ کے برادر بزرگ وار سید اسماعیل الصدر نے آپ کی پرورش کی۔ اور آپ کو علوم اسلامیہ سے مزیّن کیا۔ تیرہ۱۳ سال کی عمر میں آپ نجف اشرف تشریف لائے اور اپنی محنتِ شاقہ سے عمر کے بیس سال پورے ہونے سے پہلے درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے۔ اور یہ اُن کے لئے ایک خصوصی امتیاز تھا۔ ۱۲۸۰ھ میں درس خارج دینا شروع کیا اور ۱۳۹۱ھ میں آپ نے علم اصول کا پہلا دور مکمل کیا۔ فقہ اسلامی قانونی ا[ور] علم اصول الفقہہ میں یگانۂ روزگار ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے مجدد بھی ہیں۔ مرجع کی حیثیت سے آپ کا ظہور مجاہد اعظم حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے سید محسن الحکیم کی وفات کے بعد ہوا۔ آپ کی مرجعیت صرف فتاویٰ تک محدود نہ تھی۔ بلکہ وہ نگہبانیٔ امت اور نوجوانوں کی ثقافت کا اساس تھی۔ جس سے فکر اسلامی کا ایک ایسا ریلا پیدا ہوا۔ جو تمام عالم اسلام میں پھیل گیا۔ آپ کی فکری، فقہی اور اسلامی تاثیر کسی خاص گروہ سے تعلق نہیں رکھتی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے نظریات کو مختلف مذاہب کے نوجوانوں، تنظیموں اور اسلامی حکومتوں نے تسلیم کیا ہے۔ ان نظریات کے مقبول ہوتے ہی نوجوانوں نے اُن کی طرف کھنچنا شروع کر دیا۔ جس سے خائف ہو کر حکومت نے انہیں شہید کر دیا۔

عظیم حریت پسند آیت اللہ حسن شیرازی کی خدمات

اُن کی شہادت کے بعد شام، لبنان، اردن اور پاکستان میں شدید احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ کئی حریت پسند افراد اور تنظیموں نے بعث حکومت سے اس سانحہ کا انتقام لینے کا عزم کر رکھا ہے۔ سید حسن شیرازی شہید جنہوں نے اپنی زبان و قلم

سے اسلام کی بے انتہا خدمت کی اُنہوں نے مغرب و مشرق کے استعمار گروں کی سازشوں اور جرائم کو بے نقاب کرنے کے لئے اپنی جان کو خطرے میں ڈال دیا۔ بعث پارٹی نے حکومت سنبھالتے ہی انہیں گرفتار کر لیا تھا۔ تیرہ سال انہیں قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا رکھا گیا۔ آپ کے جسم کو جگہ جگہ سے جلایا گیا اور کئی کئی روز انہیں شکنجوں میں جکڑے رکھا جاتا۔ حکومت کے حق میں بیان لینے کے لئے انہیں بیس مرتبہ تختہ دار پر لے جایا گیا۔ مگر آپ نے کبھی بھی بعث حکومت کی حمایت نہ کی۔ جب آپ کو رہا کیا گیا تو آپ علاج کی خاطر بیروت چلے گئے۔ مگر اپنے مشن کو حالتِ بیماری میں بھی جاری رکھا اور دنیا کی تمام مملکتوں کو عراق کے حالات سے باخبر کیا جس پر آپ کو شہید کر دیا گیا۔ آیت اللہ سید حسن شیرازی کی پندرہ کے قریب کتب شائع ہو چکی ہیں۔ انہوں نے حوزہ علمیہ زینبیہ شام اور جامعۃ العلماء لبنان کی بنیاد رکھی۔ عرب ممالک کی پانچویں شکست کے بعد انہوں نے عظیم پروگرام پیش کیا جو تمام تر توجہ کا مرکز بن گیا۔

لبنان میں آقائے باقر الصدر کی شہادت پر تین ماہ تک احتجاج جاری رہا۔ دیگر ممالک کی طرح پاکستان میں بھی امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان نے حکومت عراق کی اس ظالمانہ رویہ پر احتجاج کیا۔

۱۹۷۶ء میں علماء کے قتلِ عام پر تمام مملکتوں کو احتجاجی ٹیلیگرام بھیجے۔

۱۹۷۷ء میں لاہور کے علماء کی قیادت میں آٹھ علماء کی شہادت پر احتجاج کیا اور یوم سیاہ منایا۔

۱۹۸۰ء اپریل کو ملک بھر میں آقائے باقر الصدر کی شہادت پر احتجاجی جلسے منعقد کیے اور جلوس نکالے گئے۔ اسی سال چہلم آیت اللہ سید باقر الصدر ملک بھر میں منایا گیا۔

۱۹۸۰ء میں احتجاج کا کوئی نوٹس نہ لیے جانے پر اسلام آباد میں کنونشن کا انعقاد کرایا اور اب پھر ——— ہمارا احتجاج جاری ہے اور انتقام تک جاری رہے گا۔

مؤلف:۔ غلام شبیر سبزواری

امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان